انوار شریعت
سنی دار الاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ
فیصل آباد پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

(ہزاروں مسائل کی معلومات کا خزینہ)

جامع الفتاویٰ

حصہ اول ــــ تا ــــ ہشتم

از

- افادات مجدد اسلام شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ
- حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ
- صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہٗ
- مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

80/-

الناشر

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

بار اول ———— سنہ ۱۹۷۰ء ۱۳۹۰ھ

تعداد ———— ایک ہزار

ناشر ———— سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

مطبوعہ ———— دین محمدی پریس لاہور

کتابت ———— غلام سرور قادری رضوی

قیمت ———— سفید کاغذ ۱۲ روپے۔ نیوز پیپر ۱۰ روپے

پس ان تمام دلائل قاطع سے صاف صاف معلوم ہوا کہ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا بھی یہی مذہب تھا کہ مردے سنتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں اور پہچان لیتے ہیں۔ اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ اور ان کو زندوں کی طرف سے ایذا بھی پہنچتی ہے۔ فقط :۔

تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ واقعی مذہب امام صاحب کا صحیح یہی ہے کہ مردے سنتے ہیں اور اگر ان کا مذہب یہ نہ ہوتا تو ضرور کوئی شاگرد ان کا بیان کر دیتا اور کسی نہ کسی کتاب معتبرہ میں اسکا ذکر ہوتا اور جو بعض کتب فقہ معتبرہ باب الیمین میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں فلاں شخص سے بات چیت نہ کروں گا اور پھر اسکے مرنے کے بعد اسکی قبر یا اسکی میت سے بات چیت کی تو حانث نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ نہیں سن سکتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے یہاں عرف کو اختیار فرمایا ہے نہ حقیقت کو چنانچہ تحفہ احمدیہ صفحہ ۳۸

نظم

آں تکلم بافریق مردگاں در عرف عام	نشمرند آنرا سماع از مردہ از زندہ کلام
لاجرم حانث نگردد صاحب سوگند ازاں	چونکہ بحرف آمدہ مبنائے ایماں ایحوال
پس منافی با سماع کہ حقیقی ہست نیست	زانکہ نفی آں آں حقیقی لازم ایں نفی نیست
گر خورد سوگند نخورم لحم را من بعد زاں!	لحم ہائے خورد او حانث نمیگردد ازاں !
باوجود آنکہ گفت خالق انس و پری	سمک مائی را دراں تنزول خود لحم طری

غرضیکہ جہاں کہیں کسی کتب فقہ معتبرہ میں نفی سماع موتٰی کی آئی ہے وہاں عرف ہی مراد ہوگی نہ حقیقتاً اور شریعت عرف کو اکثر جگہ پکڑتی ہے اور اسکا ثبوت قرآن مجید و احادیث شریف سے ظاہر ہے۔ جسکا مفصل ذکر انشاء اللہ تعالےٰ جلد ششم میں آئے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب :۔

سوال :۔ بزرگان خدا کے آگے سجدہ تعظیمی کرنا یا ان کے آگے جھکنا یا ان کے پاؤں کو بوسہ دینا جائز ہے یا حرام۔ کیونکہ بنا نٹی اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ سب امور شرک اور کفر ہیں چنانچہ مؤلف اصول زندگی نے لکھا ہے۔ جواب دو اجر ملے گا :۔

الجواب ۔ سجدہ عبودیت کا اللہ تعالےٰ کے لئے ہے غیروں کے لئے ہرگز جائز نہیں۔ اور سجدہ تعظیمی و تحیتی میں علماء دین کا نہایت درجہ کا اختلاف ہے۔ بعض نے جائز کہا ہے اور بعض نے ناجائز کہا ہے۔ اور صاحب محیط و فتاویٰ بزازیہ قلمی صفحہ ۲۲۷ میں بایں طور لکھا ہے۔ اَلسُّجُوْدُ لِلسُّلْطَانِ اِذَا کَانَ لِقَصْدِ التَّعْظِیْمِ وَالتَّحِیَّۃِ دُوْنَ الْعِبَادَۃِ لَا یَکُوْنُ کُفْرًا لِاَنَّ الْمَلٰئِکَۃَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ اُمِرَ اِخْوَۃُ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالسُّجُوْدِ پس

عبارت سے معلوم ہوا سجدہ تعظیمی وتکریمی کے کرنے سے انسان کافر نہیں ہوسکتا ورنہ فرشتوں اور اخوان یوسف علیہ السلام کو خداوند کریم سجدہ کا حکم نہ دیتا۔ کیونکہ یہ شان خداوند لایزل کی نہیں کہ ان کو شرک کی تعلیم دے اور علاوہ اسکے قرآن کریم واحادیث صحیح سے سجدہ تعظیمی کی نفی اشرف المخلوقات کی خاطر کہیں بھی نہیں دیکھی گئی۔ اگر ہے تو وہاں مراد اباحت ہوگی نہ حرمت اور تفسیر رؤفی ذیل اس آیت کریمہ کے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ کے لکھا ہے اور یاد کرائے حبیب یہ بھی کہ جب کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے یکبار سجدہ کرو تم آدم کو تعظیم کا پس کیا تمام ملائکہ نے مگر ابلیس نے انکار کیا۔ اور صاحب بیضاوی نے اس سجدہ کے یہ معنے کئے ہیں وَاَمَّا المعنی اللغوی ھُوَ التواضع اور صحیح تر یہ معنی ہیں کہ فرشتوں نے سرزمین پر بر صیغہ تواضع رکھا تھا۔ اور وہی سجدہ ہوا لہٰذا اپنے سر کو اپنے بڑے بزرگوں کی خاطر جھکا دینا جائز ہوا۔ چنانچہ ان دلائل سے ظاہر ہوتا ہے۔ بقولہ تعالےٰ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ الخ اور وَاخْفِضْ جَنَاحَ الذُّلِّ الخ (ترجمہ) جھکا لیجئے اپنے پر دل کو مومنوں کے لئے اور الذل کے معنے تذلل وتواضع وفروتنی کے ہیں۔ اور صحیح ترمذی میں مذکور ہے کہ آپ نے یہودیوں کے گروہ کو چند باتوں کی نصیحت فرمائی تو انہوں نے آپ کے پاؤں اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور آپ کی نبوت پر تصدیق کی فَقَبَّلُوْا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ نَبِيٌّ اور تنبیہ الغافلین میں ہے کہ ایک اعرابی نے اذن مانگا کہ آپکے پاؤں اور سر مبارک کو بوسہ دوں تو آپ نے اسکو اجازت فرمائی۔ وھو ہذا: قَالَ اَعْرَابِيٌّ اَئْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقَبِّلُ رَاْسَكَ وَرِجْلَيْكَ فَاَذِنَ لَهٗ فَقَبَّلَ رَاْسَهٗ وَرِجْلَيْهِ۔ اور تواضع بھی کئی قسم پر ہوتی ہے۔ تواضع واسطے نبی کے۔ تواضع واسطے مومنوں کے۔ تواضع واسطے والدین کے۔ اور بڑوں کے غرضیکہ جیسا کہ کسی صاحب کا مرتبہ ہو ویسے ہی اسکی تواضع کرنی چاہیئے۔ چنانچہ حدیث میں ہے اَنْزِلِ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ اور بخاری شریف میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبادہ بن اسامہ کی تعظیم کے لئے سر کو جھکا لیا اور دونوں ہاتھ کو زمین پر مارا اور کہا کاش کہ اگر دیکھا ہوتا اسکو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو البتہ دوست رکھتے اسکو۔ اور یہ حدیث شفا شریف میں قاضی عیاض سے بایں الفاظ مسطور ہے۔ وَرُوِيَ اِبْنُ عُمَرَ مُحَمَّدَ بْنَ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقِيْلَ لَهٗ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ اُسَامَةَ فَطَاطَاءَ ابْنُ عُمَرَ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ وَقَالَ لَوْ رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَحَبَّهٗ الخ اور صاحب فتاویٰ جواہر نے لکھا ہے اَنَّهٗ لَوْ قَبَّلَ وَجْهَهُ السُّلْطَانِ الْعَادِلِ اَوْ

(حاشیہ) غرض خادم شریعت کی اسمیں یہ ہے کہ سجدہ تعظیمی کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا اور صحیح بات یہی ہے اور اسکے جواز اور عدم میں اختلاف ہے۔ فقط۔

عَالِمٍ اَوْزَاهِدٍ اَعِزَّ الدِّیْنِ فَلَا بَاْسَ بِهٖ۔ پس ان تمام دلائل قاطع سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ بغرض ثواب و محبت پیدا کرنے کے تواضع و فروتنی اسقدر تک کرنی بھی مسنون ٹھہری نہ شرک و نہ بدعت اور اگر شرک فروشوں کے پاس ان دلائل قاطع کے قطع کرنے کے لئے ہتھیار ہے تو دکھائیں اور فقیر انشاءاللہ تعالےٰ ان کے ہتھیاروں کو بے دھار کردے گا۔ ؎

جھک جانا تواضع سے چومنے دست و پا خدمتیں بزرگوں کی یوں جائے تو جانا جاء

سوال:۔ غلام نبی و عبدالنبی و غلام محی الدین و پیر بخش و پیر اندتا یہ نام رکھنے جائز ہیں یا نہیں۔ فرقہ غیر مقلدین ان اسماء کو شرک و کفر سمجھتا ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ بیشک ان اسماء کے رکھنے میں کوئی شرک و کفر نہیں کیونکہ دارو مدار عملوں کی نیت پر ہوتی ہے اور نیت والدین کی معتبر کا ہوتی ہے نہ نیت کفر و شرک یہ نیت نہیں ہوتی کہ لڑکا مجھ سے محمد و پیر نے بخشا ہے خدا نے نہیں بخشا۔ معاذ اللہ۔ ایسا تو کوئی نادان آدمی بھی نہیں کہہ سکتا اور علاوہ اسکے یہ نام اکثر ملکوں کے رواج پر رکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ عبدالمطلب، عبدالشمس، عبدالحارث، عبدالمناف، عبدالدینار، حنظل، عمر، عثمان وغیرہ حدیثوں میں مذکور ہیں۔ اور آپ کی ذات یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اسماء کو اپنی حیات میں بالکل تبدیل نہیں کیا۔ دیکھو مشکوٰۃ، بخاری، اور بلحاظ قاعدہ نحو کے بھی یہ نام رکھنے میں کسی قسم کا شرک نہیں آتا کیونکہ جب امر و اسم مل جائیں تو معنی اسم فاعل و مفعول و اسم ظرف و اسم آلہ و مصدر وہاں کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ جلد ساز جلد بنانے والا۔ خطا بخش گناہ بخشنے والا۔ پیر کے بخشنے والا۔ پس پیر کے بخشنے والا اور نبی کے بخشنے والا خدا تعالےٰ ہوا۔ اور علاوہ ازیں مجازاً ابن مریم کو بزبان ہندی جبریل بخش بھی کہا گیا ہے۔

قرآن شاہد ہے۔ یعنی جبرائیل نے کہا میں تجھے لڑکا بخشتا ہوں اور ایسا ہی نام جیونا چنانچہ اسمہٗ یحیٰ۔ یعنی نام اسکا جیونا ہوگا۔ اور علاوہ اسکے ناموں کا اثر مولود پر ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کہ مولود نبی بخش یا عبدالنبی یا پیر بخش کہنے سے کافر ہو جائے۔ چنانچہ کسی شخص کا نام عبدالجبار یا عبداللہ یا عبدالمنان یا عبدالجلیل ہو اور اسکے افعال شرک و کفر و بدعت کے ہوں تو اسکے وجود پر ان ناموں کا کیا اثر پڑے گا۔ ہاں مواہب و نسیم الریاض میں لکھا ہے کہ جن ناموں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ہوگا۔ ان ناموں کی خاطر اللہ تعالےٰ ان اسماء والوں کو بخشدیگا۔

اور کتاب سیوف البارقہ علیٰ رؤس فاسقہ مؤلفہ علامہ محمد عبداللہ خراسانی صاحب نے لکھا ہے کہ عبدالمصطفےٰ